خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم

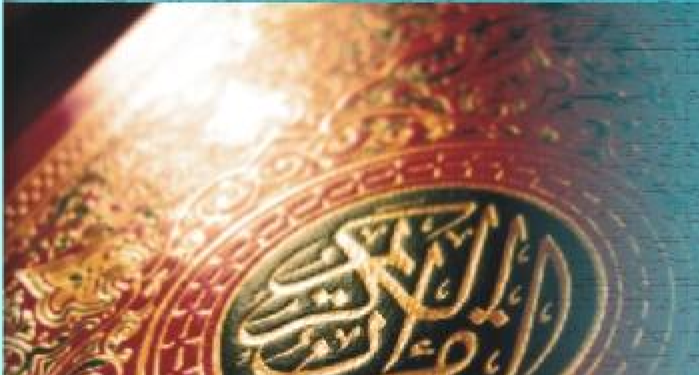

پچیسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

ای میل: info@quranacademy.com

ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن

پچیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ ط وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَکْمَامِھَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ ط وَیَوْمَ یُنَادِیْھِمْ اَیْنَ شُرَکَآءِیْ لا قَالُوْٓا اٰذَنّٰکَ لا مَا مِنَّا مِنْ شَھِیْدٍ۝ (حٰم السجدۃ:۴۷)

آیات ۴۷ تا ۴۸

شرک کرنے کا حسرتناک انجام

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ اُسے ہر شے کا علم ہے۔ یہاں تک کہ وہ جانتا ہے کہ کس خوشہ سے کیسا پھل نکلے گا اور کسی مادّہ کے رحم میں کیا ہے اور وہ کیا جنم دینے والی ہے؟ روزِ قیامت اللہ مشرکین سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں وہ ہستیاں جنہیں تم نے میرا شریک قرار دیا تھا؟ مشرکین اپنے شرک کے جرم کا انکار کریں گے۔ اُن کا کوئی خودساختہ معبود، اُن کی مدد کو نہ آئے گا اور وہ جان لیں گے کہ اب عذاب سے بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

آیات ۴۹ تا ۵۱

اکثر انسان ناشکرے اور بے صبرے ہیں

اکثر انسان اللہ سے کثرت سے بھلائیاں مانگتے ہیں اور اگر اللہ آزمائش کے لیے اُنہیں کوئی تکلیف پہنچادے تو انتہائی مایوس اور ناامید ہوجاتے ہیں۔ پھر اگر اللہ تکلیف دور کردے اور رحمت سے نواز دے تو اُس رحمت کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور اُسے اپنے حق پر ہونے کی علامت قرار دیتے ہیں۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ ہم سے خوش ہے اور وہ ہمیں قیامت میں بھی خوب عطا فرمائے گا۔ عنقریب اِن ناشکروں کو اُن کے طرزِ عمل کی بدترین سزا مل کر رہے گی۔ اُن کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جب بھی اُنہیں نعمتیں ملتیں، وہ اللہ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل ہوجاتے۔ اِس کے

برعکس اگر کوئی مصیبت آتی تو اللہ سے طویل طویل دعائیں کرتے ۔ اللہ ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر بجالانے اور اگر کوئی آزمائش آہی جائے تو اُس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین!

آیات ۵۲ تا ۵۴

قرآن کی حقانیت واضح ہو کر رہے گی

قرآنِ حکیم اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا کلام برحق ہے ۔ اِس حقیقت کا انکار وہی لوگ کر رہے ہیں جو کھلم کھلا ضد اور ہٹ دھرمی پر ہیں ۔ عنقریب اللہ کائنات اور خود انسان کے وجود میں لوگوں کو ایسی نشانیاں دکھائے گا جو قرآن کی دی ہوئی خبروں کے عین مطابق ہوں گی ۔ تب لوگوں پر واضح ہو جائے گا کہ قرآن کی ہر بات حق اور سچی ہے ۔ کائنات کی ہر شے اللہ نے بنائی ہے اور وہ اللہ ہی کے حکم سے کام کر رہی ہے، جبکہ قرآن اللہ کا کلام ہے ۔ اِن دونوں میں تضاد کیسے ممکن ہے؟ قرآن ہی نے آخرت میں اللہ کے سامنے تمام انسانوں کی حاضری کی خبر دی ہے ۔ یہ خبر بھی جلد ہی پوری ہو گی ۔ اللہ ہمیں آخرت میں رسوائی سے محفوظ فرمائے ۔ آمین!

سورۂ شوریٰ

غلبۂ دین کے لیے جدوجہد کرنے کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں یہ مضمون بڑے تاکیدی اسلوب میں وارد ہوا ہے کہ اللہ کے دین کو قائم کرو اور اس ذمہ داری کی ادائیگی کے حوالے سے اختلاف کر کے جدا جدا نہ ہو جاؤ ۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۹ — عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۰ تا ۲۶ — غلبۂ دین کے لیے جدوجہد کرنے کی تاکید
- آیات ۲۷ تا ۳۵ — اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں
- آیات ۳۶ تا ۴۳ — غلبۂ دین کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف
- آیات ۴۴ تا ۴۸ — غلبۂ دین کی جدوجہد سے گریز کرنے والوں کا انجام
- آیات ۴۹ تا ۵۳ — عظمتِ باری تعالیٰ

آیات ۱ تا ٦

عظمتِ باری تعالیٰ

نبی اکرم ﷺ پر قرآن حکیم اُس ذاتِ باری تعالیٰ نے وحی کیا ہے جو زبردست اور حکمت والی ہے۔ کائنات کی ہر شے اُسی کے اختیار میں ہے۔ وہ ذات انتہائی بلند و بالا اور بے مثال عظمتوں کی حامل ہے۔ جب اُس ذات کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا ہے تو آسمان غضب ناک ہو کر جوش سے پھٹ پڑنے کے قریب ہوتے ہیں لیکن یہ فرشتے ہیں کہ جن کی اہلِ زمین کے لیے دعائے مغفرت ایسا نہیں ہونے دیتی۔ اللہ فرشتوں کی دعا قبول فرماتا ہے کیوں کہ وہ بہت بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ البتہ شرک کرنے والے اللہ کی نگاہ میں ہیں اور وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری صرف اور صرف ان کو سمجھانا ہے، راہِ راست پر لانا نہیں۔

آیات ۷ تا ۹

رسول ﷺ کے ذمہ ہے پہنچانا اور اللہ کے ذمہ ہے حساب لینا

اللہ نے نبی اکرم ﷺ پر اپنا کلام زبانِ عربی میں نازل فرمایا ہے۔ اب نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ اہلِ مکہ اور اطراف میں بسنے والوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیں اور اُنہیں آخرت کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کریں۔ اللہ کے اختیار میں ہے کہ جسے چاہے گا ہدایت دے گا اور اُسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ اِس کے برعکس جو ظالم ہیں اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور وہ جہنم کا نوالہ بنیں گے۔ شرک یعنی ظلم کرنے والے جان لیں کہ اُن کے لیے روزِ قیامت اللہ کے سوا کوئی حمایتی یا مددگار نہ ہوگا۔ اللہ ہی مُردوں کو زندہ کرے گا، اُسی کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے پیش ہونا ہے اور ہر انسان کے انجام کا فیصلہ بھی اُسی نے کرنا ہے۔

آیات ۱۰ تا ۱۲

حاکم اللہ ہی کو تسلیم کرو

اِن آیات میں ہدایت دی گئی کہ اپنے جملہ معاملات اور نزاعات میں اللہ ہی کو حاکم مانو اور اُسی کے فیصلوں کو تسلیم کرو اِس لیے کہ:

i- ہمارا خالق، مالک اور پروردگار اللہ ہی ہے۔

ii- مشکلات میں ہم اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

iii- آسمانوں اور زمین کا خالق اللہ ہی ہے۔

iv- اللہ ہی نے ہماری تسکین کے لیے ہمارے جوڑے بنائے۔

v- اللہ ہی نے ہمیں کئی قسم کے فائدے پہنچانے کے لیے چوپایوں کے جوڑے بنائے۔

vi- اللہ ہی نے ہمیں زمین کے وسائل سے فائدہ اُٹھانے کے لیے کئی خطوں میں پھیلا دیا۔

vii- اللہ ہی سب سننے والا اور سب دیکھنے والا ہے۔اُس کی تو مثال جیسی ہستی بھی کوئی نہیں۔

viii- آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے اللہ ہی کے دستِ قدرت میں ہیں۔

ix- اللہ ہی ہے جو کسی کا رزق وسیع کر دیتا ہے اور کسی کا محدود۔ بلاشبہ وہ ہر ایک کی ضرورت اور حال سے واقف ہے۔

آیت ۱۳

اقامتِ دین کا حکم

اِس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ دین کو قائم و نافذ کریں اور اِس عظیم مقصد کے حوالے سے اختلاف کر کے جدا جدا نہ ہوں۔ اقامتِ دین کی جدوجہد تمام مسلمانوں کا مشترکہ مشن ہونا چاہیے۔ اللہ نے اِسی مشن کے لیے بھیجا تھا حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو۔ پھر یہی مشن مقرر کیا گیا نبی اکرم ﷺ کے لیے۔ اُمتِ مسلمہ کے لیے اعزاز ہے کہ اُسے وہی ذمہ داری دی گئی جو ذمہ داری اِس سے قبل جلیل القدر رسولوں کی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ اقامتِ دین یعنی اللہ کا عطا کردہ عادلانہ دین قائم کرنا ہر طرح کے مشرکین کو بہت ناگوار ہے۔ خواہ وہ سیاسی مشرک ہوں جنہوں نے اپنی حکمرانی قائم کر کے لوٹ مار مچا رکھی ہو یا مذہبی مشرک جو جھوٹے معبودوں کے تصورات دے کر لوگوں سے نذرانے وصول کر رہے ہوں۔ ایسے ظالم اقامتِ دین کے مشن کی بھرپور مخالفت کریں گے لیکن اللہ اہلِ حق کی مدد کرے گا۔ جس کے دل میں حق کی سچی طلب اور تڑپ ہوگی اُسے اِس مشن سے وابستہ کر دے گا اور جسے پسند کرے گا اُسے بھی اِس مشن میں شریک کر کے اِس عظیم کارِ خیر کو تقویت دے گا۔

آیت ۱۴

اہلِ کتاب کے اختلاف کی وجہ......ضد اور تکبر

اہلِ کتاب نبی اکرم ﷺ کی دعوت اور اُن کے مشن کی حقانیت سے بخوبی واقف تھے۔ اُن کی مخالفت کی وجہ محض ضد اور تکبر تھا۔ اُنہیں حسد تھا کہ آخری نبی ﷺ کا ظہور بنی اسمٰعیل میں کیوں ہوگیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کے فروغ اور اُن کے مشن کی کامیابی کو اپنی مذہبی چودھراہٹ کے لیے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ اُن کی اِس مخالفت کے منفی اثرات عوام پر پڑ رہے تھے۔ جب وہ دیکھتے تھے کہ انبیاءؑ اور اللہ کی کتابوں کو ماننے والے باہم مخالفت کر رہے ہیں تو اُنہیں انبیاءؑ اور اللہ کی کتابوں کے حوالے سے شکوک وشبہات لاحق ہو رہے تھے۔ وہ اِن ذرائع سے ملنے والی تعلیمات ہی پر شبہات وارد کر رہے تھے۔ آج بھی علماء کے درمیان مسلک کی بنیاد پر جھگڑے عام لوگوں میں دین کی تعلیمات پر اعتماد کے ختم کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ کسی مسلک کو ترجیح دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن عوام میں اِس کی تبلیغ مناسب نہیں۔

آیت ۱۵

اقامتِ دین کے مشن پر ڈٹے رہو

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ وہ مخالفت کی پرواہ نہ کریں، اقامتِ دین کی جدوجہد پر ڈٹے رہیں اور دوسروں کو بھی اِس مشن میں شرکت کی دعوت دیتے رہیں۔ لوگوں کے مخالفانہ دباؤ کو خاطر میں نہ لائیں اور نہ ہی اُن کی خواہشات کی پیروی کریں۔ اُن سے کہہ دیں کہ قرآنِ حکیم پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ اِس کی تعلیمات کو نافذ کر کے عدل کا نظام جاری وساری کیا جائے۔ مجھے اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔ اگر کوئی اِس مشن میں ہمارا ساتھ نہیں دے رہا بلکہ مخالفت کر رہا ہے تو وہ جان لے کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور اُس کے اعمال اُس کے لیے۔ اللہ ہم سب کا رب ہے اور وہ ہمیں روزِ قیامت جمع کرے گا۔ وہاں جا کر فیصلہ ہو جائے گا کہ کون حق پر ہے اور کون حق کا دشمن ہے؟

آیت ۱۶

اقامتِ دین کی جدوجہد سے گریز کرنے والوں کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا

یہ آیت آگاہ کررہی ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی عذر اللہ کے ہاں قبول نہیں جو اقامتِ دین کی جدوجہد سے گریز کررہے ہیں۔ اِس حوالے سے اُن کی ہر دلیل باطل اور بے بنیاد ہے۔ اُن کے سامنے ایسے جواں مرد موجود ہیں جو اقامتِ دین کے عظیم مشن کے لیے مال و جان کی قربانیاں پیش کررہے ہیں۔ اِس مشن سے گریز کرنے والوں اور اِس کی مخالفت کرنے والوں پر اللہ کا غضب نازل ہو کر رہے گا اور وہ شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۱۷ تا ۱۸

نزولِ کتاب اور شریعت کا مقصد

اللہ نے اپنی کتاب ایک مقصد کے تحت نازل کی ہے اور اِس کے ذریعہ عادلانہ شریعت دی ہے۔ کتاب اور شریعت کا عطا کیا جانا محض حصولِ ثواب یا ایصالِ ثواب کے لیے نہیں بلکہ عمل اور نفاذ کے لیے ہے۔ جو لوگ ایسا نہیں کررہے وہ آگاہ ہوجائیں کہ عنقریب قیامت آنے والی ہے۔ اُس روز اللہ پوچھے گا کہ میں نے تمہیں کتاب و شریعت کے ذریعہ جو علم دیا تم نے اُس پر کہاں تک عمل کیا؟ اِس حقیقت کا احساس کرکے سچے اہلِ ایمان ڈرتے رہتے ہیں۔ البتہ آخرت اور اُس میں جوابدہی کے حوالے سے وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔

آیت ۱۹

گھبراؤ نہیں! اللہ مدد فرمائے گا

اقامتِ دین کی جدوجہد کی مخالفت کی شدت کا تصور کر کے انسان گھبراتا ہے۔ پھر اِس راہ میں مال و جان کی قربانیوں کا خیال بھی انسان کے لیے آگے بڑھنے سے رکاوٹ بنتا ہے۔ اللہ اِس آیت میں تسلی دے رہا ہے کہ وہ بندوں کا مددگار اور اُن کی مصلحتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ تم ہمت کرکے اللہ کی راہ میں جدوجہد کا آغاز کرو۔ اللہ وہاں سے مدد کرے گا جہاں سے تم گمان بھی نہیں کرسکتے۔ بے شک اللہ بہت قوت والا اور زبردست ہے۔

آیت ۲۰

طلب گار کس کے ہو؟ دنیا کے یا آخرت کے؟

اِس آیت میں دنیاداروں کے لیے لرزا دینے والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہے ہیں کہ جو فرد آخرت کا طلب گار ہوگا اُس کے لیے آخرت کے اَجر میں خوب سے خوب اضافہ کیا جائے گا۔ البتہ جو بدنصیب دنیا کا طلب گار ہوگا اُسے دنیا میں سے کچھ مل جائے گا لیکن آخرت میں اُسے کچھ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ اللہ ہمیں اپنے جملہ معاملات میں آخرت کو ہی مطلوب ومقصود بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۳

کیا خودساختہ معبودوں نے کوئی شریعت دی ہے؟

یہ آیات واضح کررہی ہیں کہ خودساختہ معبودوں کے ماننے والے اپنے معبودوں کی عبادت اپنی غرض کے تحت کررہے ہیں۔ اُن معبودوں نے کوئی شریعت تو دی نہیں کہ جس کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنی پڑے یا جس پر عمل کی مشقت اٹھانی پڑے۔ اِس کے برعکس شرک کرنے والے چاہتے ہیں کہ اُن کے خودساختہ معبود دنیا میں بھی اُن کی مشکلات آسان کریں اور آخرت میں بھی اُن کے سیاہ اعمال کی بخشش کے لیے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں۔ اِن ظالموں کی یہ خواہشیں پوری نہ ہوگی۔ اُن کو اپنے اعمال کی بدترین سزا ملے گی۔ ایسی سزا جسے دیکھ کر ہی اُن کے ہوش اڑ جائیں گے۔ اِس کے برعکس سچے مومن جنھوں نے شریعت پر عمل اور اِس کے نفاذ کے حوالے سے قربانیاں دی ہوں گی، ایسے باغات میں ہوں گے جہاں اُن کی ہر خواہش کی تسکین ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مکہ والوں کو صاف صاف بتادیں کہ میں تبلیغِ دین کا تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ یہ تو قرابت داری کی محبت ہے جس کی وجہ سے میں تمہاری مخالفت کے باوجود تمھیں دردمندی سے سمجھا رہا ہوں۔ جو میری دعوت قبول کرے گا اللہ اُسے اُس کے اعمال کا کئی گنا بڑھا کر شاندار بدلہ عطا فرمائے گا۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور بہترین قدردان ہے۔

آیت ۲۴

کیا قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے؟

مشرکینِ مکہ کہتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ نے اِسے خود سے بنالیا ہے۔ مشرکینِ مکہ دیگر معبودوں کے ساتھ ساتھ اللہ کو سب سے بڑا معبود مانتے تھے۔ کیا اُنہیں اللہ کی بے مثال قدرت اور بے انتہا قوت پر ایمان نہیں؟ اگر کوئی شخص اپنی بنائی ہوئی بات اللہ کی طرف منسوب کرے گا تو اللہ اُس کے دل پر مہر لگا کر اُسے ایسا کرنے سے محروم کردے گا۔ پھر وہ جھوٹ کی حقیقت کو واضح کردے گا اور اُس کے مقابلہ میں سچ نازل فرما کر اُس کی سچائی ثابت کر دے گا۔ قرآن بلاشبہ اللہ ہی کا برحق کلام ہے اور اُس کا حق ہونا روز بروز نمایاں ہوتا جارہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اللہ ہی کی توفیق اور فضل سے اِس کی تبلیغ کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

دعائیں کن کی قبول ہوتی ہیں؟

اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اُن کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور اُن کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اُن کے ہر عمل سے واقف ہے اور ہر نیکی کا اَجر ضرور عطا فرمائے گا۔ البتہ دعائیں وہ اُن ہی کی قبول کرتا ہے جو اللہ کی پکار پر لبیک کہہ کر مال و جان کی قربانیاں دیتے ہیں۔ گویا جو اللہ کا حکم پورا کرتا ہے اللہ بھی اُس کی دعا پوری فرماتا ہے اور اُسے اپنے فضل سے مزید نوازتا ہے۔ اِس کے برعکس جو لوگ اللہ کے احکامات سے پہلو تہی کر کے عملی کفر کا مظاہرہ کرتے ہیں اُن کے لیے دعاؤں کی قبولیت تو درکنار بلکہ شدید عذاب ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

اللہ کی نعمتیں اور قدرتیں

یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ ہر انسان کی ضرورت اور حال سے واقف ہے اور اُسی کے مطابق اُسے رزق دیتا ہے۔ بارش کے ذریعہ پانی کے ذخائر کی فراہمی اور رزق کی پیداوار بندوں کے لیے اللہ کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ بلاشبہ اللہ ہی انسان کا بہترین خیر خواہ ہے اور وہی

شکروتعریف کے لائق ہے۔ جب رازق وہ ہےتو پھراُسی کی اطاعت اوراُسی کے احکامات کا نفاذ ہماری ذمہ داری ہے۔ زمین اور آسمان اللہ کی قدرت کی دو بڑی نشانیاں ہیں۔ پھر اِن دونوں میں پیدا کی جانے والی مخلوقات اللہ کی قدرت کا بہت بڑا شاہکار ہیں۔ جس اللہ نے اِن مخلوقات کو پیدا کر کے پھیلا دیا ہے وہ اِن سب کو روزِ قیامت جمع کرنے پر بھی قادر ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

آفات انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ انسانوں پر جو بھی آفات اور مصائب آتے ہیں وہ اُن کے بعض گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ البتہ بہت سے گناہوں کو تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ پھر انسانوں کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ حفاظتی تدابیر کے ذریعہ خود کو اللہ کی بھیجی ہوئی آفات سے بچا سکیں۔ اللہ کے سامنے سب عاجز اور بے بس ہیں۔ مشرکین کے خودساختہ معبود بھی اللہ کے مقابلے میں اُن کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اللہ ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام آفات و مصائب سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۲ تا ۳۵

بحری جہاز......اللہ کی عظیم نشانی اور نعمت

یہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے انسانوں کو پہاڑوں جیسے بڑے بڑے سمندری جہاز بنانے کا ہنر سکھایا۔ ایک دور ایسا بھی تھا کہ جب یہ جہاز ہواؤں کے دوش پر چلتے تھے۔ اگر اللہ چاہتا تو ہواؤں کو روک دیتا اور وہ جہاز حرکت نہ کر سکتے۔ اِسی طرح اگر اللہ ہوا کی رفتار تیز کر دیتا تو سمندر میں ایسا طوفان آتا کہ جہاز اُس میں ڈوب جاتے۔ اللہ کی آیات کا انکار کرنے والوں پر یہ حقیقت نہ صرف واضح بلکہ طاری ہو جاتی کہ اُنہیں اللہ کے مقابلہ میں بچانے والا کوئی نہیں۔ بلاشبہ ان حقائق میں نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور مصائب پر صبر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اللہ ہمیں اِن نشانیوں سے اپنی معرفت اور احسان مندی کی روش اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۹

اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف

اِن آیات میں اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے ۹ اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

i- وہ دنیا کی عارضی اور کم تر نعمتوں کے مقابلہ میں آخرت کی دائمی اور برتر نعمتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

ii- وہ اپنے اسباب کی قلت سے مایوس نہیں ہوتے اور باطل کی قوت و کثرتِ وسائل سے مرعوب نہیں ہوتے بلکہ اُن کا مکمل بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے۔

iii- وہ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

iv- وہ غصے یا جذبات کی شدت سے کوئی اقدام نہیں کرتے بلکہ اِن کیفیات میں مخالفین سے درگزر کرتے ہیں۔

v- وہ اپنے رب کے ہر حکم پر لبیک کہتے ہیں اور اُس کی فرمانبرداری میں جان و مال کی بازی لگا دیتے ہیں۔

vi- وہ اللہ سے لو لگانے اور مدد حاصل کرنے کے لیے نماز قائم کرتے ہیں۔

vii- وہ باہمی معاملات مشوروں کے ذریعے طے کرتے ہیں۔

viii- وہ اللہ کی خوشنودی کے حصول اور نفوس کے تزکیہ کے لیے اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔

xi- جب اُن پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔

آیات ۴۰ تا ۴۳

برائی کا بدلہ لینے والوں پر کوئی الزام نہیں

دعوت کے آداب میں سے ہے کہ برائی کا جواب اچھائی سے دیا جائے تا کہ اِس اعلیٰ اخلاق سے دشمن بھی دوست بن جائے۔ البتہ جب محسوس ہو کہ دعوت واضح ہو جانے کے باوجود مخالفین ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں تو اب اُنہیں راہِ راست پر لانے اور معاشرہ کو اُن کے ظلم

سے محفوظ رکھنے کے لیے اُن کی برائی کا جواب ویسی ہی برائی سے دیا جائے گا۔ اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ برائی کا بدلہ لینے والوں پر کوئی ملامت نہیں۔ ملامت تو اُن کو کی جائے گی جو لوگوں پر ظلم کر رہے ہیں اور زمین میں فساد مچا رہے ہیں۔ مجرموں کو معاف کر دینا گویا جرائم کے لیے اُن کی حوصلہ افزائی کی صورت ہے اور یہ پورے معاشرے کے ساتھ زیادتی ہے۔ ہاں جب تک اتنی قوت نہیں ہے کہ ظالموں سے اُن کی برائی کا بدلہ لیا جا سکے تو ایسے میں اُنہیں معاف کر دینا ہی باعث اجر و ثواب ہے اور بلا شبہ یہ بہت ہی ہمت کا کام ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۶

روزِ قیامت ظلم کرنے والوں کا انجام

جو بدنصیب اللہ کے احکامات سے بغاوت کرتے ہوئے ظلم و زیادتی کی انتہا کر دیتے ہیں تو اللہ بطورِ سزا اُن کو ہدایت کے حصول سے محروم کر دیتا ہے۔ روزِ قیامت کوئی بھی اُن کا حمایتی نہ ہوگا۔ جب وہ بدترین عذاب دیکھیں گے تو فریاد کریں گے کہ ہے کوئی بچاؤ کا راستہ۔ تب وہ ذلت و شرمندگی کی وجہ سے سر اٹھانے کے قابل نہ ہوں گے۔ اہلِ ایمان اُس وقت کہیں گے اصل نقصان اور گھاٹے میں وہ رہا جس نے خود کو اور اپنے پورے کنبہ کو آخرت کی تیاری سے غافل رکھا۔ ایسے ظالموں کے لیے دائمی عذاب ہوگا اور اُن کے لیے اِس عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔ اللہ ہمیں معاملاتِ زندگی کی ہر سطح پر شریعت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کا ظلم اور زیادتی کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۴۸

اللہ کی پکار پر لبیک کہو

اِن آیات میں للکارنے کے اسلوب میں دعوت دی گئی کہ اللہ کی پکار پر لبیک کہو۔ اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ کی ایک ہی پکار سامنے آئی یعنی اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے جدوجہد کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم تاخیر کرتے رہو اور وہ دن آجائے جو پھر ٹلے گا نہیں۔ اِس سے مراد انسان کی موت کا دن بھی ہو سکتا ہے اور روزِ حساب یعنی قیامت کا دن بھی۔ اُس روز انسان کے لیے

کوئی پناہ گاہ نہ ہوگی اور نہ ہی اُس کا کوئی عذر قابل قبول ہوگا۔ اِس طرح خبردار کرنے کے باوجود بھی اگر لوگ اللہ کے سوا کسی اور کے قانون پر راضی رہیں تو پھر اُن سے زبردستی بات منوانا کسی کی ذمہ داری نہیں۔ اللہ کے اِن باغیوں اور نافرمانوں کی روش عجیب ہے۔ اللہ کی عنایات پر تو اتراتے ہیں اور اگر اُنہیں اُن کے جرائم کی سزا دی جائے تو پھر یہ اللہ کی ناشکری کرتے ہیں۔ قصور اپنا ہوتا ہے اور شکوے اللہ سے کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں موت کا دن آنے سے پہلے پہلے اپنے حکم پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۹ تا ۵۰

کوئی مانے یا نہ مانے، بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے

آسمانوں اور زمین کا بادشاہِ حقیقی اللہ ہے۔ یہاں اُسی کی مرضی جاری وساری ہے۔ وہ جو چاہتا ہے تخلیق کرتا ہے۔ کسی کو اولاد کے طور پر صرف بیٹیاں دیتا ہے، کسی کو صرف بیٹے، کسی کو بیٹیاں اور بیٹے دونوں اور جس کو چاہتا ہے اولاد سے محروم رکھتا ہے۔ بے شک اللہ ہی ہر تخلیق کو جاننے والا اور ہر تخلیق پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم اپنے دائرۂ اختیار میں بھی تیری مرضی جاری وساری کرسکیں۔ آمین!

آیت ۵۱

اللہ انسان سے کیسے خطاب فرماتا ہے؟

انسان کے لیے ممکن ہی نہیں کہ اللہ اُس سے براہِ راست کلام کرے اور بندہ اُس کی بات کو سن سکے۔ بندوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے اللہ حسبِ ذیل صورتیں اختیار فرماتا ہے:

i- وحی کے ذریعہ یعنی اللہ چپکے اور تیزی سے کوئی بات انسان کے دل میں ڈال دیتا ہے جیسے حضرت موسیٰؑ کی والدہ یا حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کو الہام کیا گیا۔

ii- پردہ کی اوٹ سے جیسے اللہ نے شبِ معراج میں نبی اکرم ﷺ اور کوہِ طور پر حضرت موسیٰؑ کو شرفِ ہم کلامی بخشا۔

iii- فرشتے کے ذریعے سے نبیؐ کے قلبِ مبارک میں اللہ کا پیغام ڈال دیا جاتا تھا۔

آیات ۵۲ تا ۵۳

ایمان قرآن کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے

قلبی ایمان کا حصول اللہ کی آیات پر غور و فکر سے ہوتا ہے۔ آیاتِ آفاقی اور آیاتِ انفسی سے ایمانی کیفیات حاصل ہوتی ہیں لیکن اِس ایمان کی تکمیل آیات قرآنیہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے ایمان کی تکمیل بھی نزولِ قرآن کے ذریعہ ہوئی۔ پھر اسی قرآن کے ذریعہ اللہ نے آپ ﷺ کو اپنے احکامات سے آگاہ فرمایا۔ اب نبی اکرم ﷺ وہ مینارۂ نور ہیں جو بھٹکے ہوئے انسانوں کو ایمان اور عمل کی ہدایت پہنچا کر سیدھے راستہ کی طرف لا رہے ہیں۔ اُس اللہ کے راستے کی طرف جس کے اختیار میں پوری کائنات ہے۔ آخر کار روزِ قیامت تمام معاملات اُس کی عدالت میں پیش ہوں گے اور وہی حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔

سورۂ زخرف

توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ

اس سورۂ مبارکہ میں توحیدِ باری تعالیٰ کا بیان اور شرک کی مذمت بڑے مؤثر اسلوب میں وارد ہوئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۴ جلال و جمالِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۵ تا ۴۵ مشرکینِ مکہ کی گمراہیوں کی مذمت
- آیات ۴۶ تا ۵۶ حضرت موسیٰؑ اور آلِ فرعون کے درمیان کشمکش
- آیات ۵۷ تا ۶۷ حضرت عیسیٰؑ کی عظمت
- آیات ۶۸ تا ۷۸ اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کا ذکر
- آیات ۷۹ تا ۸۹ نبی اکرم ﷺ کی مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۴

قرآنِ عربی کی اہمیت

قرآنِ حکیم ایک بڑی واضح کتاب ہے۔ اصل کتاب تو اللہ کے پاس لوحِ محفوظ میں ہے جس کی حقیقت سمجھنا ہمارے لیے ممکن نہیں۔ جس طرح اللہ کی معرفت ہمارے فہم کی سرحدوں سے اوپر ہے اِسی طرح اُس کے کلام کا فہم بھی ہمارے لیے ناممکن ہے۔ اللہ نے ہماری ہدایت کے لیے قرآن حکیم کو زبانِ عربی کی صورت میں نازل فرما کر سہولت پیدا فرما دی۔ اب انسانوں کے لیے ممکن ہے کہ وہ اللہ کے عظیم کلام کو سمجھ کر اپنی اصلاح کر سکیں۔

آیات ۵ تا ۸

مشرکینِ مکہ کے لیے دھمکی

مشرکینِ مکہ کو قرآنِ حکیم کا نزول ناگوار تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُن کے جرائم اور مفادات پر ضرب لگانے والی ہدایت نازل ہو۔ اللہ نے اِن آیات میں واضح فرمایا کہ سرکش قوموں نے ہر دور میں انبیاءؑ اور اللہ کی کتابوں کی ناقدری کی اور اُن کا مذاق اڑایا۔ وہ قومیں قوت اور وسائل میں مشرکینِ مکہ سے کہیں زیادہ مضبوط تھیں، لیکن اللہ نے اُن کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ مشرکینِ مکہ بھی اگر باز نہ آئے تو ایسے ہی انجام سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۹ تا ۱۴

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے احسانات

مشرکینِ مکہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور تھے کہ تمام آسمانوں اور زمین کا خالق اللہ ہے۔ اُنہیں متوجہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ نہ صرف خالق ہے بلکہ اُس کے اور بھی کئی احسانات ہیں۔ لہٰذا اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنا کھلی ناانصافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حسبِ ذیل احسانات اِن آیات میں بیان کیے گئے:

i- اللہ نے زمین کو انسانوں کے لیے بچھونا بنا دیا تاکہ سہولت سے اُس پر آباد ہوں، تجارتی سرگرمیاں انجام دیں اور زراعتی فوائد حاصل کریں۔

ii- زمین میں اللہ نے قدرتی راستے بنا دیئے تا کہ لوگ اپنی مطلوبہ منزلوں تک پہنچ سکیں۔
iii- آسمان سے انسانوں کی مختلف ضروریات کے مطابق پانی نازل فرمایا۔
iv- بارش کے پانی سے مردہ زمین کو زندہ کر کے کیسی کیسی نباتات پیدا فرمائیں۔
v- جو اللہ مردہ زمین سے نباتات نکال سکتا ہے وہ تمام انسانوں کو بھی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے گا تا کہ ظالموں کو اُن کے ظلم کی سزا دی جائے اور مظلوموں اور نیکوکاروں کو بہترین بدلہ دیا جائے۔
vi- اللہ نے ہر شے جوڑے کی صورت میں پیدا کی۔ جیسے سمندر کی سواری کشتیاں ہیں اور خشکی کی سواری بڑے بڑے جانور ہیں۔ سواری پر سوار ہو کر ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ

''پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا اور ہم خود سے اِس سواری کو قابو میں لانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

گویا یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ سواری پر ہمارا سفر وقتی ہے لیکن ایک سفر ہماری زندگی کا ہے جو ہمیں آخرت اور پھر وہاں اللہ کے سامنے حاضری کی طرف لے جا رہا ہے۔ اللہ اُس روز ہمیں سرخرو فرمائے اور ہر قسم کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۱۹

فرشتے اللہ کے بندے ہیں بیٹیاں نہیں

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ فرشتے اللہ کے بندے ہیں۔ مشرکینِ مکہ نے اُنہیں اللہ کی بیٹیاں قرار دے دیا۔ اولاد باپ ہی کا ایک جزو ہوتی ہے۔ گویا مشرکین نے اللہ کی مخلوق کو اُس کا جزو قرار دینے کا ظلم کیا۔ اُن کا اپنا حال یہ تھا کہ اگر اُن میں کسی کو بیٹی کی ولادت کی بشارت دی جاتی تو غمگین ہو جاتا۔ اُسے اپنے لیے وہ اولاد پسند نہیں تھی جو زیورات کی طرف مائل ہو۔ اُسے تو وہ اولاد چاہیے تھی جو ہتھیاروں کی طرف راغب ہو اور قبائلی لڑائیوں میں باپ کا ساتھ دے سکے۔ سوال یہ ہے کہ اُنہیں یہ کس نے بتایا ہے کہ فرشتے مؤنث مخلوق ہیں؟ کیا اُن کے

پاس اپنے اِن گمراہ کن تصورات کے لیے کوئی دلیل ہے؟ عنقریب قیامت قائم ہوگی اور گمراہوں سے اُن کی گمراہیوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

آیات ۲۰ تا ۲۱

اللہ کا اذن اور ہے، اُس کی رضا اور

ہر دور میں مشرکین اپنے شرک کے لیے یہ جواز فراہم کرتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہمیں شرک سے روک دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے دنیا میں انسانوں کو اختیار دے کر بھیجا ہے۔ انسان اگر گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اِس کا اذن بھی اللہ ہی نے دیا ہے لیکن اُس نے انسان کو بتا دیا ہے کہ یہ راستہ اللہ کو ناراض کرنے والا اور جہنم کی طرف لے جانے والا ہے۔ اِس کے برعکس اگر انسان نیکی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اللہ اِس پر بہت خوش ہوتا ہے اور جنت جیسی عظیم نعمت کی بشارت دیتا ہے۔ اپنے کسی بھی فعل کے لیے دلیل اللہ کی دی ہوئی تعلیمات کو بنانا چاہیے۔ کیا مشرکین اپنے شرک کے حق میں اللہ کی تعلیمات میں سے کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں! شرک جیسے جرمِ عظیم کے لیے کوئی دلیل نہیں۔

آیات ۲۲ تا ۲۵

شرک کے لیے دلیل...... باپ دادا کی پیروی

ہر دور میں مشرکین شرک کے لیے یہی دلیل دیتے رہے کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے راستے کی پیروی کر رہے ہیں۔ رسولوںؑ نے آ کر اُنہیں سمجھایا کہ ہم جو دعوت پیش کر رہے ہیں وہ اللہ کی نازل کردہ اور مبنی برحق ہے۔ مشرکین نے رسولوں کی دعوت کو حقارت سے جھٹلا دیا۔ پھر اللہ نے اِن جھٹلانے والوں کو بدترین انجام سے دوچار کر کے عبرت بنا دیا۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

دینِ ابراہیمؑ توحیدِ خالص تھا

مشرکینِ مکہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ نسبت پر فخر کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ تو عقیدہ کے اعتبار سے توحیدِ خالص پر تھے۔ اُنہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم کے سامنے صاف صاف اعلان کر دیا تھا کہ میں تمہارے تمام خود ساختہ معبودوں سے اظہار براءت کرتا ہوں۔ میرا

معبودصرف اللہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میرے لیے ہر معاملے میں سلامتی کی راہ نکالتا ہے۔ اُنہوں نے اپنی اولاد کو بھی یہی سیدھی راہ اختیار کرنے کی وصیت کی تھی:

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۞ (البقرہ :۱۳۲)

''اور وصیت کی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے ،اے میرے بچو! بے شک اللہ نے تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کرلیا ہے۔ پس تم ہر گز نہ مرنا مگر حالتِ فرمانبرداری میں''۔

آیات ۲۹ تا ۳۲

کیا رسول کسی دولت مند کو ہونا چاہیے؟

حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ نے مکہ کو امن والا شہر بنادیا اور اِس کے رہنے والوں پر رزق کی فراوانی کردی۔ طویل عرصہ کی خوشحالی نے اُنہیں حضرت ابرہیمؑ کی تعلیمات سے غافل کر دیا۔ اب جب اُن کے پاس اللہ کے رسول حق لے کر آئے تو اُنہوں نے بڑے تکبر سے حق کو جھٹلا دیا۔ قرآن کی تاثیر محسوس کی لیکن ضد میں اُسے جادو قرار دے دیا اور نبی اکرم ﷺ پر اُن کی درویشی وفقر کی وجہ سے اعتراض کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ رسول، مکہ یا طائف کے کسی دولت مند کو ہونا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی نگاہ میں اہمیت دولت کی نہیں، پاکیزہ کردار کی ہے۔ دولت کی تقسیم کا نظام تو اللہ نے کاروبارِ دنیا چلانے کے لیے بنایا ہے۔ کچھ لوگ مالدار ہوں اور وہ تنگ دستوں کو معاوضہ دے کر اُن سے کام لے سکیں۔ اگر سب لوگ معاشی اعتبار سے ایک ہی معیار پر ہوتے تو مشقت والے کام کون کرتا؟ محاورہ ہے کہ ''میں بھی رانی تو بھی رانی کون بھرے گا پانی''۔ البتہ آخرت میں فیصلہ دولت کی وجہ سے نہیں انسان کے کردار کی سچائی اور پاکیزگی کی وجہ سے ہوگا۔

آیت ۳۲ کا حوالہ دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ اَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُعْطِى الدُّنْيَا مَنْ اَحَبَّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِى الدِّيْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ فَمَنْ اَعْطَاهُ الدِّيْنَ فَقَدْ اَحَبَّهٗ (المستدرک للحاکم)

''بے شک اللہ نے تمہارے درمیان اخلاقی فرق بھی رکھا ہے جیسے تمہارے درمیان رزق تقسیم کیا ہے، اور بے شک اللہ دنیا (کا مال واسباب) اُسے بھی دیتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے اور اُسے بھی

دیتا ہے جسے ناپسند کرتا ہے۔البتہ دین (کافہم) اُسے ہی عطا کرتا ہے جس کو وہ محبوب رکھتا ہے۔ چنانچہ جسے اللہ نے دین (کافہم) عطا کیا تو گویا اُسے اللہ نے محبوب رکھا"۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

اللہ کی نگاہ میں دنیا کی حقیقت

اللہ کی نگاہ میں دنیا اور دنیا کی آسائشیں انتہائی کم تر ہیں۔اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ دنیا کی لالچ میں کافر ہو جائیں گے تو اللہ تمام کافروں کو ایسی دنیا عطا کرتا کہ اُن کے گھروں کی چھتیں، سیڑھیاں، دروازے اور تخت چاندی کے ہو جاتے۔چاندی کیا بلکہ سونے کے ہو جاتے کیونکہ اِن سب کی اللہ کی نگاہ میں کوئی قیمت نہیں۔اصل اہمیت اور قدر آخرت کی نعمتوں کی ہے اور یہ نعمتیں اِن ہی کو ملیں گے جو اللہ کی فرمانبرداری اختیار کریں گے۔اللہ ہمیں آخرت کا طلب گار بننے اور اِس کے لیے اپنی فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۹

شیطان کا وار کس پر چلتا ہے؟

جو انسان بھی اللہ کی یاد اور اُس کے احکامات سے غافل ہوتا ہے تو اللہ بطورِ سزا، اُس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے۔شیطان اُس کا ساتھی بن کر اُسے اللہ سے دور اور دنیا سے قریب تر کرتا ہے۔انسان اپنی دنیوی ترقی دیکھ کر خود کو کامیاب سمجھتا ہے۔البتہ جب یہ دنیا دار انسان روزِ قیامت اپنی دنیا داری کا انجام دیکھے گا تو اپنے کیے پر انتہائی نادم ہوگا۔وہاں اُسے گمراہ کرنے والا شیطان نظر آئے گا اور وہ اُس سے بہت دور بھاگنے کی کوشش کرے گا۔البتہ اُس روز کی ندامت فائدہ مند نہ ہوگی۔اُسے اپنے اوپر مسلط شیطان کے ہمراہ عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ اللہ ہمیں اپنی یاد اور اپنے احکامات کا ہر وقت پاس رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۴۰ تا ۴۵

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اِن آیات میں اللہ نے نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ بلاشبہ دعوت

کے مشن کا حق ادا کر رہے ہیں۔ جو لوگ دعوت قبول نہیں کر رہے وہ درحقیقت بہرے اور اندھے ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ آپ ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اُن سے انتقام لے یا آپ ﷺ کے سامنے ہی اُنہیں ملیا میٹ کر دے۔ بہر حال اُنھوں نے توبہ نہ کی تو تباہی سے دوچار ہو کر رہیں گے۔ آپ ﷺ قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ یہ آپ ﷺ کے لیے اور تمام اہلِ ایمان کے لیے یاد دہانی کا ذریعہ اور سیدھا راستہ ہے۔ تمام سابقہ رسولوں کی تعلیمات اِس بات پر گواہ ہیں کہ معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ ہے۔ اللہ کے سوا دیگر معبودوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہی بات حق ہے اور آپ ﷺ بلاشبہ حق کی راہ پر ہیں۔

آیات ۴۶ تا ۵۰

آلِ فرعون کی بدنصیبی

اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو آلِ فرعون کی طرف بڑی واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔ اُن بدنصیبوں نے اِن نشانیوں کا مذاق اڑایا اور حضرت موسیٰؑ کی دعوت کو بڑی حقارت سے رد کر دیا۔ اللہ نے بطور سزا اُن پر عذاب بھیجے تاکہ وہ اپنے جرائم پر نادم ہوں اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اُنھوں نے حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی اللہ سے عذاب کے ٹلنے کی دعا کریں۔ اگر عذاب ٹل گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ جب حضرت موسیٰؑ کی دعا سے عذاب ٹل گیا تو وہ اپنے وعدے سے پھر گئے۔ اللہ ایسی مجرمانہ روش سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۱ تا ۵۶

فرعون کا تکبر

فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی دعوت کی طرف سے قوم کی توجہ ہٹانے کے لیے اپنی قوم سے تکبر آمیز خطاب کیا۔ اُس نے کہا کہ میری شان یہ ہے کہ میں پورے مصر کا بادشاہ ہوں۔ مصر کا پورا نہری نظام میرے اختیار میں ہے۔ میں جب چاہوں پانی روک کر کسی کی کھیتی کو ویران کر سکتا ہوں۔ دوسری طرف موسیٰؑ ہیں جن کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ وہ اپنی بات بھی صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتے۔ اگر وہ واقعی اللہ کے رسول ہوتے تو ہر وقت فرشتوں کے گھیرے میں

ہوتے اور سونے کے کنگن پہنے ہوئے ہوتے۔ اِس قسم کی گمراہ کن باتوں سے فرعون نے اپنی قوم کی عقل مفلوج کر دی۔ وہ فرعون کی پیروی میں سرکشی کی آخری حد کو پہنچ گئے۔ تب اللہ نے اُنہیں سمندر میں غرق کر دیا اور روزِ قیامت تک آنے والوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا۔

آیات ۵۷ تا ۶۰

مشرکینِ مکہ کی حضرت عیسیٰ ؑ سے دشمنی

مشرکینِ مکہ حضرت عیسیٰ ؑ کے دشمن تھے۔ اُنہیں غصہ تھا کہ عیسائیوں نے ابرہہ کی قیادت میں شہرِ مکہ پر حملہ کی کوشش کی تھی۔ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارے معبود فرشتے ہیں جو عیسائیوں کے معبود حضرت عیسیٰ ؑ سے بہتر ہیں۔ حضرت عیسیٰ ؑ انسان تھے اور کئی بشری کمزوریوں کے حامل تھے۔ اُن کے ماننے والے تو یہ تصور رکھتے ہیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰ ؑ کو صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ اللہ نے اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی حضرت عیسیٰ ؑ سے دشمنی کا جواب دیا ہے۔ مشرکینِ مکہ بلاوجہ حضرت عیسیٰ ؑ کے حوالے سے جھگڑ رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ؑ اللہ کے بندے تھے اور بنی اسرائیل کے لیے پاکیزہ کردار کی ایک بہترین مثال تھے۔ دیگر انبیاء ؑ کی طرح وہ بھی انسان تھے۔ اگر اللہ چاہتا تو فرشتوں کو رسول بنا کر بھیج دیتا لیکن وہ انسانوں کے لیے نمونہ نہیں بن سکتے تھے۔ انسانوں کے لیے نمونہ تو وہ انسان ہی بن سکتا ہے جس میں تمام بشری کمزوریاں ہوں لیکن اِن کے باوجود وہ اللہ کی فرمانبرداری کی ایک قابلِ تقلید مثال بن جائے۔

آیات ۶۱ تا ۶۲

حضرت عیسیٰ ؑ قیامت کی ایک نشانی ہیں

یہ آیات حضرت عیسیٰ ؑ کی عظمت کے بیان پر مشتمل ہیں۔ وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ اُنہیں صلیب نہیں دی گئی بلکہ اللہ نے آسمان کی طرف اٹھا لیا تھا۔ اب وہ قربِ قیامت، دوبارہ نازل ہوں گے۔ قیامت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بارے میں شک کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ قیامت کے دن کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی کی جائے۔ اُن کی پیروی ہی سیدھا راستہ ہے، البتہ شیطان اِس راہ سے

روکنے کی کوشش کرے گا کیونکہ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اُس کے حملوں سے ہر وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اللہ ہم سب کو شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے اور روزِ قیامت سرخرو فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۳ تا ۶۷

حضرت عیسیٰؑ کی دعوت

حضرت عیسیٰؑ اللہ کی طرف سے بڑے واضح معجزات لے کر آئے۔ اُنھوں نے بنی اسرائیل کو انتہائی پُرحکمت وعظ ونصیحت کے ذریعہ سے توحیدِ باری تعالیٰ کا درس دیا، اللہ کی خالص بندگی کی دعوت دی، اُن کے درمیان اختلافات کا حل بیان کیا اور اُن سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا۔ بنی اسرائیل میں کچھ اُن کی دعوت پر ایمان لائے اور اکثریت نے اُن کی دعوت کی مخالفت کی۔ روزِ قیامت مخالفت کرنے والوں کو بدترین عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ اگر مشرکینِ مکہ ماضی کے اِن واقعات سے سبق حاصل نہیں کررہے تو آخر کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ وہ انتظار کر رہے ہیں فیصلہ کے دن یعنی روزِ قیامت کا۔ اُس روز صرف اللہ سے ڈرنے والے اور اُس کے فرمانبردار ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ اِس کے برعکس نافرمانوں کی کوئی مدد نہ کرے گا اور وہ آپس میں بھی دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو لعن طعن کریں گے۔

آیات ۶۸ تا ۷۳

فرمانبرداروں کا حسین انجام

روزِ قیامت اللہ کے فرمانبردار انتہائی سکون اور سرور کی کیفیت میں ہوں گے۔ جنت میں اُن کا اور اُن کی بیویوں کا شاندار استقبال ہوگا۔ اُنھیں سونے کی پلیٹوں اور پیالوں میں مرغوب کھانے پیش کیے جائیں گے۔ تمام نفسانی خواہشات کی تسکین اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا خوب سے خوب تر سامان ہوگا۔ وہ کثرت سے میوے کھائیں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ تمھیں یہ نعمتیں تمھارے اعمال کی وجہ سے دی جارہی ہیں۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۴ تا ۷۸

مجرمین کا برا انجام

اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے مجرم ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلیں گے۔ اُن پر سے عذاب ذرا سی دیر کے لیے بھی نہیں ہٹے گا اور وہ مایوس ہو کر تکلیف جھیل رہے ہوں گے۔ یہ اُن پر ظلم نہیں بلکہ ان کے جرائم کا نتیجہ ہو گا۔ عذاب کی شدت سے بیزار ہو کر جہنم پر مامور فرشتے "مالک" سے التجا کریں گے کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ اہلِ جہنم کو موت دے دی جائے تا کہ وہ عذاب سے چھٹکارا پالیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں، اُنہیں مسلسل عذاب کا مزہ چکھنا ہے۔ ہم نے اُن کے سامنے حق واضح کر دیا تھا۔ اُنہوں نے جان بوجھ کر حق کو ناپسند کیا اور جہنم میں جانے کی راہ اختیار کی۔ اللہ مجرمین کی روش پر چلنے سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۹ تا ۸۳

مشرکینِ مکہ کی سازشوں کا جواب

مشرکینِ مکہ تنہائی میں جمع ہو کر نبی اکرم ﷺ کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے سازشی منصوبے تیار کرتے تھے۔ اِن آیات میں اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ ہمارے فرشتے ہر وقت اُن کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اور اُن کی ہر بات کو لکھ رہے ہیں۔ اگر اُنہوں نے کوئی سازشی منصوبہ تیار کیا ہے تو جواب میں اللہ نے بھی اُن کی سازشوں کو ناکام بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اگر واقعی اللہ کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے اُس کی بندگی اللہ کے رسول ﷺ کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اولاد کی خواہش و ضرورت سے بالکل پاک ہے۔ وہ پوری کائنات کا مالک اور بادشاہ ہے۔ مشرکین پھر بھی اگر حق تسلیم نہیں کرتے تو جو سیاہ اعمال کرنے ہیں کر لیں، عنقریب روزِ قیامت اِن حرکتوں کا وبال دیکھ لیں گے۔

آیات ۸۴ تا ۸۶

عظمتِ باری تعالیٰ

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی عظمت کے حوالے سے حسبِ ذیل شانیں بیان کی گئیں:

- i- اللہ تبارک وتعالیٰ معبودِ حقیقی ہے۔آسمانوں میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی۔سب کچھ جاننے والا اور کمالِ حکمت والا ہے۔
- ii- آسمانوں، زمین اور اِن کے درمیان موجود ہر شے پر اللہ ہی کی بادشاہت قائم ہے۔
- iii- قیامت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔
- iv- تمام انسانوں کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔
- v- اللہ کی بارگاہ میں کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کی سفارش کرے مگر اللہ جسے اختیار دے اور جس کے حق میں اختیار دے۔شفاعت کرنے والے بھی کسی کے حق میں بے جا دلائل نہیں دیں گے بلکہ اللہ ہی سے رحم کی التجا کریں گے۔

آیات ۸۷ تا ۸۹

مشرکینِ مکہ کی محرومی

مشرکینِ مکہ سے جب بھی پوچھا جاتا کہ اُن کا خالق کون ہے تو جواب دیتے کہ ''اللہ''۔البتہ اُن کی بدنصیبی اور محرومی یہ تھی کہ وہ اللہ کی نازل کردہ تعلیمات اور اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ پر ایمان لانے کو تیار نہ تھے۔نبی اکرم ﷺ نے بالآخر اُن سے مایوس ہوکر اللہ کے سامنے فریاد کی کہ یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے۔اللہ نے جواب دیا کہ اِن سے رخ پھیر لیجئے اور سلام کہہ کر اِن سے جدائی اختیار کر لیجئے۔ایمان نہ لانے کا انجام وہ عنقریب دیکھ لیں گے۔

سورۂ دخان

مشرکینِ مکہ کے شبہات کا مؤثر رد

اِس سورۂ مبارکہ میں مشرکینِ مکہ کے شبہات اور اعتراضات کا بڑا مؤثر رد وارد ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۸	اللہ اور شبِ قدر کی عظمت
- آیات ۹ تا ۱۶	مشرکینِ مکہ پر عذاب
- آیات ۱۷ تا ۳۳	آلِ فرعون پر عذاب
- آیات ۳۴ تا ۴۲	مشرکینِ مکہ کے لیے وعید

- آیات ۴۳ تا ۵۹ جہنم اور جنت کا ذکر

آیات ۱ تا ۸

اللہ تعالیٰ اور شبِ قدر کی عظمت

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم لوحِ محفوظ سے دنیوی آسمان پر ایک برکت والی رات یعنی شبِ قدر میں نازل فرمایا۔ قرآنِ حکیم کے نزول کا مقصد لوگوں کو آخرت کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کرنا ہے۔ شبِ قدر میں آئندہ سال کے معاملات کے فیصلے متعلقہ فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں۔ ہر فیصلہ اللہ کی حکمت اور رحمت کا مظہر ہوتا ہے۔ اللہ نہ صرف رحم کرنے والا بلکہ ہر بات کا سننے والا اور ہر معاملہ کا جاننے والا ہے۔ وہی تمام آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جملہ مخلوقات کی زندگی اور موت اُسی کے اختیار میں ہے۔ وہ صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ ہمارے پچھلے تمام آباء واجداد کا بھی مالک اور پروردگار رہے۔ اللہ ہمیں اپنی کامل بندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۶

مشرکینِ مکہ پر عذاب

مشرکینِ مکہ قرآنِ حکیم کی واضح تعلیمات کے حوالے سے شکوک وشبہات کا اظہار کر رہے تھے۔ آخرت کی جوابدہی کی خبر کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے تھے بلکہ اِس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اُنہیں جھنجھوڑنے کے لیے اللہ نے اُن پر قحط کا عذاب مسلط کر دیا۔ مزید یہ کہ آسمان پر دھوئیں کی صورت میں گردوغبار کے بادل چھا گئے جن سے عجیب سی خوف کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ تب وہ اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرنے لگے کہ ہم پر سے یہ عذاب ہٹا دیا جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اِس قدر پاکیزہ کردار کے حامل رسول کی آمد کے باوجود یہ ایمان نہیں لائے بلکہ اُن کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ عذاب دور کر دیا جائے تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ البتہ اگر یہ باز نہ آئے تو ہم اِن سے انتقام لے کر رہیں گے اور اِنہیں روزِ قیامت ایک بڑے عذاب میں گرفتار کرلیں گے۔

آیات ۱۷ تا ۲۲

آلِ فرعون کی مجرمانہ روش

آلِ فرعون کی طرف حضرت موسیٰؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔آلِ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور اُن کے خلاف اقدام کا منصوبہ بنایا۔اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو رجم کر کے شہید کرنے کی سازش کی۔حضرت موسیٰؑ نے اللہ کے سامنے فریاد کی کہ یہ مجرم قوم ہے جو حق قبول کرنے پر تیار نہیں۔میں اِن کے شر اور ناپاک ارادوں کے مقابلہ میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔اللہ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔

آیات ۲۳ تا ۲۹

آلِ فرعون کی ہلاکت

اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ ایک مقررہ رات میں اپنی قوم کو لے کر نکل کھڑے ہوں۔دریا پر عصا ماریں وہ پھٹ جائے گا۔دریا کے پھٹنے سے جو راستہ وجود میں آئے،اُس پر چل کر دریا کے پار اتر جائیں۔پھر دریا کو اِسی طرح پھٹا رہنے دیں۔فرعون اور اِس کے لشکر نے حضرت موسیٰؑ کا تعاقب شروع کیا۔اللہ نے اُنہیں اُن کے آرام دہ گھروں،قیمتی خزانوں، خوبصورت باغات اور ٹھنڈے چشموں سے نکالا اور پھر اِن نعمتوں سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا۔وہ تعاقب کرتے ہوئے دریا تک پہنچے اور دریا کے پھٹنے سے وجود میں آنے والے راستہ پر داخل ہو گئے۔جب وہ دریا کے بالکل وسط میں پہنچے تو دریا کا پانی مل گیا اور فرعون کا پورا لشکر ہلاک ہو گیا۔اُن ظالموں کی بربادی سے کائنات کی کسی شے کو افسوس نہ ہوا بلکہ ہر شے نے سکھ کا سانس لیا۔

آیات ۳۰ تا ۳۳

بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات

اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون جیسے ظالم کے ظلم وستم سے معجزانہ طور پر بچالیا۔اللہ نے اُنہیں چن لیا، پھر اُنہیں وہ انعامات دیے جو تاریخ میں کسی قوم کو بھی عطا نہیں کئے گئے۔اِن انعامات میں

من وسلویٰ کا نزول، ایک ہی پتھر سے پانی کے بارہ چشموں کا پھوٹنا اور بادلوں کا ہر وقت سایہ کیے رکھنا، شامل ہیں۔ پھر اللہ نے تورات جیسی ہدایت کی نعمت بھی اُن کے لیے نازل فرمائی۔ ان نعمتوں میں، انعامات کے علاوہ آزمائش بھی تھی۔ آزمائش یہ تھی کہ وہ نعمتیں استعمال کر کے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔

آیات ۳۴ تا ۳۷

کیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہونا؟

مشرکینِ مکہ بڑے تکبر کے ساتھ دعویٰ کرتے تھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے تو ہمارے مرجانے والے آباءواجداد کو زندہ کر کے دکھائے۔ چونکہ اُن کا مرنے کے بعد زندہ جی اٹھنے پر اعتراض متکبرانہ تھا لہٰذا اللہ نے بھی اُسی اسلوب میں جواب دیا۔ ارشاد ہوا کہ یہ مکہ والے زیادہ طاقتور ہیں یا تبع کی قوم یا اُس سے بھی پہلے کی اقوام۔ وہ قومیں زیادہ قوت واسباب والی تھیں۔ اُنہوں نے بھی موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کو جھٹلایا تو اللہ نے اُنہیں تباہ وبرباد کر دیا۔ گویا اگر مشرکینِ مکہ نے بھی اِس جرم سے توبہ نہ کی تو اِن کا بھی برا انجام ہوگا۔

آیات ۳۸ تا ۴۲

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا ضروری ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ نے آسمان اور زمین اور جملہ مخلوقات بے مقصد پیدا نہیں کیں۔ اِسی طرح اُس نے انسانوں کو بھی اپنی بندگی کے لیے بنایا ہے۔ دنیا کی زندگی میں امتحان ہے کہ کون اللہ کی بندگی کرتا ہے اور کون اللہ کی نافرمانی۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ ہر شخص کو اُس کے دنیا کی زندگی کے کردار کے حوالے سے بدلہ دیا جائے۔ اُس روز کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آسکے گا اور نہ کہیں اور سے مدد حاصل ہوگی۔ کامیاب وہی ہوگا جس پر اللہ کی رحمت ہوئی۔ بے شک اللہ زبردست بھی ہے اور رحم فرمانے والا بھی۔

آیات ۴۳ تا ۵۰

آخرت میں برا انجام

اللہ کی نافرمانی کرنے والے روزِ قیامت جہنم میں داخل ہوں گے۔ اِن مجرموں کو کھانے کے لیے زقوم کے درخت کا پھل دیا جائے گا جو پیٹ میں جا کر ابلتے ہوئے گرم پانی کی طرح جوش مارے گا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ اِن مجرموں کو اٹھا کر دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دو۔ پھر اُن کے سروں پر کھولتے ہوئے پانی کی دھار ماری جائے گی۔ مجرموں کے سرکش سرداروں سے اللہ فرمائے گا تم دنیا میں بڑے زبردست اور معزز سردار بنے پھرتے تھے۔ میری نافرمانی میں سب سے آگے آگے تھے۔ اب چکھو اُن عذابوں کا مزہ، جن کے بارے میں تم شکوک و شبہات میں تھے۔ اللہ ہمیں مجرمانہ روش اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۱ تا ۵۹

فرمانبرداروں کا حسین انجام

اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے روزِ قیامت حسین باغات اور ٹھنڈے پانی کے چشموں سے فیض یاب ہوں گے۔ اُن کا بالائی لباس باریک ریشم کا اور زیریں لباس دبیز ریشم کا ہوگا۔ جنت کی حوروں سے اُن کا نکاح کر دیا جائے گا۔ وہ مرغوب میووں سے لطف اندوز ہوں گے جن کی فراہمی میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ وہاں اُن کی زندگی ہمیشہ ہمیش کے لیے ہوگی اور اب کسی موت کا امکان نہ ہوگا۔ بلاشبہ یہ اللہ کا عظیم فضل ہے جو اُنہیں عطا ہوگا۔ آخر میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ کی مبارک زبان سے اِس قرآن کی تعلیمات سمجھنا لوگوں کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی بدنصیب آپ ﷺ کی دعوت کو ٹھکرا رہا ہے تو وہ کس بات کا منتظر ہے، آخرت کا کہ جس روز فیصلہ سنا دیا جائے گا؟ اے نبی ﷺ! آپ بھی انتظار فرمائیے اُس وقت کا جب کہ حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے۔

سورۂ جاثیہ

کافروں پر اتمام حجت

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کی دعوت، بنی اسرائیل کی روش کے بیان، مختلف

اعتراضات کے جوابات اور آخرت کے احوال کا نقشہ کھینچ کر کافروں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا گیا ہے اور اُن پر حجت تمام کر دی گئی ہے۔

☆ **آیات کا تجزیہ:**

- آیات ۱ تا ۱۵ — آیاتِ الٰہی سے اعراض کا انجام
- آیات ۱۶ تا ۲۲ — شریعت کی پیروی کا حکم
- آیات ۲۳ تا ۲۶ — خواہشات پرستوں کی مذمت
- آیات ۲۷ تا ۳۷ — احوالِ آخرت

آیات ۱ تا ۶

آیات الٰہی کا بیان

اِن آیات میں اللہ کی تین قسم کی آیات (نشانیوں) کا ذکر ہے:

i- آیاتِ آفاقی میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق، زمین پر بسنے والے مختلف جان دار، رات اور دن کا نظام، آسمان سے برسنے والی بارش، بارش سے زمین کا زندہ ہونا اور بدلنے والی ہواؤں کا تذکرہ ہے۔ بلاشبہ ان آیات پر غور وفکر سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے ۔

حق مری دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

ii- آیاتِ انفسی ، یعنی انسان اگر اپنی ذات پر غور وفکر کرے تو یہ بھی اللہ کی معرفت کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے ۔

ستم است گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو سمن درا
تو ز غنچہ کم نہ دمیدہ ی درِ دل کشا بہ چمن درا

”بڑے ستم کی بات ہے کہ تمہیں باہر جا کر باغات اور پھولوں کی سیر کی خواہش ہے۔
تم بذات خود ایک غنچہ سے کم نہیں ہو، ذرا دل کا دروازہ کھولو اور اندر کے چمن کی سیر کرو“۔

iii- آیاتِ قرآنیہ جو مکمل حق ہیں اور انسان کے دل سے زنگ اور پردے ہٹا کر اُسے معرفتِ ربانی سے بھر دیتی ہیں۔

آیات ۷ تا ۱۱

آیاتِ الٰہی سے اعراض کی سزا

اِن آیات میں اُن بدنصیبوں کے لیے شدید وعید ہے جو اللہ کی آیات سننے کے باوجود اپنے کفر پر اڑے رہتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی آیات کو سمجھنے کے بعد اُن پر اعتراضات کرتے اور اُن کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بہت بڑا، دردناک اور ذلت والا عذاب ہے۔ اُن کی کوئی نیکی بھی اُن کے کام نہ آئے گی اور نہ ہی کسی کی سفارش اُنہیں فائدہ پہنچائے گی۔ اللہ ہمیں ایسی مجرمانہ روش اور ایسے برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۱۳

تسخیرِ کائنات کی بشارت

اِن آیات میں بیان کیا گیا یہ اللہ ہی ہے جس نے وسیع و عریض سمندر انسانوں کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ بڑی بڑی بحری کشتیاں اور جہاز ایجاد کر کے انسان سمندر کو کس قدر بڑے پیمانے پر اسباب کے نقل و حمل، تجارتی مقاصد اور صحت افزا گوشت کے حصول کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اِس کی گہرائیوں سے کیسے کیسے قیمتی موتی اور مونگے حاصل کرتا ہے۔ صرف سمندر ہی نہیں اللہ نے آسمان اور زمین کی ہر شے انسانوں کے لیے مسخر کر دی ہے یعنی کائنات کی ہر شے کو انسان استعمال میں لا کر فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہی آیات ہیں جو جدید سائنسی ترقی کی بنیاد بنی ہیں۔ مسلمانوں نے غور و فکر کر کے کئی مظاہر قدرت کو دریافت کیا، تسخیر کیا اور پھر ایجادات کے ذریعہ اپنے مقاصد اور سہولیات کے لیے استعمال کیا۔ البتہ رفتہ رفتہ ہم نے تحقیق و جستجو کی یہ نعمت اہلِ مغرب کو منتقل کی اور خود غافل ہو گئے، بقول اقبال ؎

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

نتیجہ یہ نکلا کہ ہم دین سے بھی دور ہوئے اور دنیا میں بھی پیچھے رہ گئے۔ اللہ ہمیں احساسِ زیاں عطا فرمائے اور اپنے جملہ معاملات کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴ تا ۱۵

کافروں کے بارے میں جلدی نہ کرو

کافروں کی ہٹ دھرمی اور ظلم وستم کی وجہ سے بعض مسلمان خواہش رکھتے تھے کہ اللہ جلد اُنہیں اُن کے جرائم کی سزا دے دے۔ اِن آیات میں مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی گئی۔ عنقریب روزِ جزا آنے والا ہے جس میں ہر انسان کو اُس کے کیے کا بدلہ دے دیا جائے گا۔ جو اچھا عمل کرے گا وہ اپنی ہی عاقبت سنوارے گا اور جو برا عمل کرے گا وہ اپنی ہی بربادی کا سامان کرے گا۔ آخر کار سب لوگ اللہ کی عدالت میں پیش ہو کر اپنے اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھ لیں گے۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

بنی اسرائیل کی بدنصیبی

اللہ نے بنی اسرائیل کو چن لیا تھا۔ اُن میں نبوت جاری کی، اُنہیں عادلانہ شریعت دی اور بہترین مادی رزق اور نعمتوں سے نوازا۔ اُنہوں نے باہم ضد اور ایک دوسرے پر برتری کے لیے اللہ کے احکامات سے اختلاف کر کے تفرقہ پیدا کیا اور اپنی اپنی چوہدراہٹ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اللہ روزِ قیامت فیصلہ فرما دے گا کہ اُن میں سے کون حق پر تھا اور کون گمراہی پر۔

آیات ۱۸ تا ۲۰

اب مسلمانوں کی آزمائش ہے

بنی اسرائیل تو اپنی ناشکری اور حسد کی وجہ سے ناکام ہو گئے۔ اب ہم مسلمانوں کی آزمائش کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ نے ہمیں کتاب اور عادلانہ شریعت دی ہے۔ اب ہماری خیر اِسی میں ہے کہ شریعت پر عمل کریں، اِسے نافذ کریں اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی راہ پر نہ چلیں۔ خواہشات کی پیروی کرنے والے گمراہ لوگ باہم متحد ہیں۔ ہمیں بھی شریعت پر عمل اور اِس کے نفاذ کے مقصد کے لیے متحد ہونا چاہیے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو اللہ کی مدد ہمارے شاملِ ہو گی اور ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے۔ اللہ ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۲

کیا شریعت پر عمل کرنا اور نہ کرنا برابر ہے؟

شیطان دھوکہ دیتا ہے کہ اللہ بڑی وسیع رحمت والا ہے۔ وہ ہر انسان کو معاف فرما دے گا۔ گویا شریعت پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے برابر ہے۔ اللہ سب ہی کو معاف فرما دے گا۔ اِن آیات میں اِس تصور کی زوردار نفی کی گئی۔ ایسے تصورات کو انتہائی گمراہ کن قرار دیا گیا۔ اللہ نے کائنات کی ہر شے بامقصد بنائی ہے۔ انسانوں کا مقصد ہے اللہ کی بندگی یعنی اُس کی عطا کردہ شریعت پر عمل کرنا۔ جو اپنا یہ مقصدِ تخلیق پورا کرے گا سرخرو ہوگا۔ جو یہ مقصد پورا نہیں کرے گا وہ اللہ کی نگاہ میں کوڑا کرکٹ ہے اور اسی لائق ہے کہ اُسے جہنم کی آگ میں جلنے کے لیے ڈال دیا جائے۔

آیت ۲۳

نفس کی غلامی بھی شرک ہے

اِس آیت میں اُن لوگوں کی مذمت ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ واضح کیا گیا یہ لوگ بھی شرک کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ اُن کا معبود اللہ نہیں نفس ہے۔ وہ اللہ کے بجائے نفس کی اطاعت کرتے ہیں، بقول مولانا رومؒ ۔

نفس ما ہم کم تر از فرعون نیست
لیک اُو را عون ایں راعون نیست

''ہمارا نفس کسی طرح بھی فرعون سے کم نہیں لیکن اُس کے پاس لشکر تھا (لہٰذا اُس نے خدائی کا دعویٰ کر دی) ہمارے نفس کے پاس لشکر نہیں (اِس لیے یہ بظاہر خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا)''۔

بعض بدنصیب علم رکھنے کے باوجود نفس پرستی کرتے ہیں۔ اِس سے مراد علماء سو بھی ہیں جن کے بارے میں اقبال نے کہا ۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

اور اہل علم سے مراد وہ سائنس دان بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے بڑے بڑے مظاہر قدرت کی تاثیر دیکھی لیکن بدنصیب خالق کی معرفت سے محروم رہے، بقول اقبال ۔

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک، سحر کر نہ سکا
اپنے افکار کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہٗ نفع و ضرر کر نہ سکا

آیات ۲۴ تا ۲۶

دہریت کی گمراہی......اللہ اور آخرت، دونوں کا انکار

ہر دور میں قلیل تعداد میں ایسے گمراہ لوگ رہے ہیں جو سرے سے اللہ کے وجود ہی کے قائل نہیں لہٰذا آخرت کو بھی نہیں مانتے۔ یہ گمراہ لوگ دہریے کہلاتے ہیں۔ اُن کی رائے یہ ہے کہ زندگی صرف ایک ہے اور وہ ہے دنیا کی زندگی۔ ہم خود ہی پیدا ہوئے اور اب خود ہی مر جائیں گے۔ وہ یہ تصورات محض گمان کی بنیاد پر پیش کرتے ہیں اور اُن کے پاس ثبوت کے طور پر کوئی دلیل نہیں۔ ایسے لوگوں کو جب اللہ کی آیات، جو فطرتِ انسانی کی ترجمان ہیں، پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ اچھا ہمارے مردہ آباء واجداد کو زندہ کر کے دکھاؤ۔ جواب دیا گیا کہ تمہیں اللہ نے زندہ کیا ہے اور زندہ رکھا ہوا ہے۔ وہ تمہیں موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کر کے ایک ایک عمل کا حساب لے گا۔ تم مانو یا نہ مانو، حقیقت یہی ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

گمراہ کن تصورات دینے والے برباد ہوں گے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ کائنات کا بادشاہِ حقیقی اللہ ہے۔ وہ لوگوں سے اعمال کا حساب لینے کے لیے قیامت قائم فرمائے گا۔ جھوٹے تصورات دینے والے اُس روز خسارے میں ہوں گے۔ ہر امت عاجزی کے ساتھ گھٹنوں کے بل اللہ کے سامنے سربسجود ہوگی۔ ہر انسان کا حساب اُس کے نامۂ اعمال کے مطابق ہوگا اور اُسی کے مطابق اُسے بدلہ ملے گا۔ نامۂ اعمال میں درج ہر بات درست ہوگی کیونکہ وہ اللہ کے علم کامل کی بنیاد پر ہوگی۔ اللہ ہم سب کو اُس روز

کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۳

روزِ قیامت اچھا اور برا انجام

جولوگ اللہ کی عطا کردہ تعلیمات پر ایمان لائے اور اُن کے مطابق عمل کیا، اللہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔ یہی ہے بالکل واضح کامیابی۔ اللہ ہم سب کو عطا فرمائے، آمین۔اِس کے برعکس جنہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا وہ سخت گرفت میں ہوں گے۔اللہ اُن پر فردجرم عائد کرتے ہوئے فرمائے گا کہ تم نے میری آیات کو بڑے تکبر سے جھٹلایا اور میری نافرمانی کرتے ہوئے بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کیا۔آخرت کا انکار کیا اور صاف کہا کہ ہمیں اُس کے واقع ہونے کا یقین نہیں۔اب آخرت واقع ہوچکی ہے اور تمہارے جرائم بھی تمہارے سامنے آچکے ہیں۔اب وہ عذاب تمہیں گھیر لے گا جسے تم نے مذاق سمجھا تھا۔اللہ اِس انجام بد سے ہماری حفاظت فرمائے۔آمین!

آیات ۳۴ تا ۳۷

مجرمین کے لیے حسرت ناک بیان

مجرمین جب جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے تو اللہ فرمائے گا کہ ہم نے تمہیں اِسی طرح سے نظرانداز کردیا جیسے تم نے روزِ قیامت کے حساب کتاب کو بھلا رکھا تھا۔تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہیں کہیں سے مدد نہ ملے گی۔تم میری آیات کا مذاق اڑاتے رہے اور دنیا کی زندگی کے دھوکہ میں آگئے۔اب نہ تمہیں کوئی رحم کی اپیل کرنے کی اجازت ہے اور نہ ہی تمہارا اِس عذاب سے نکلنے کا کوئی امکان ہے۔

ظالموں کا یہ انجام مظلوموں کے لیے باعثِ تسکین ہوگا۔اِسی لیے آخری آیات میں اللہ کے لیے شکر اور بڑائی کا مضمون وارد ہوا ہے۔یعنی اُس اللہ کا شکر ہے جو بلاشبہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اُس کی بڑائی جاری وساری ہے اور وہ مظلوموں کی خوب دادرسی کرنے والا ہے۔ظالموں کو اُن کے ظلم کی قرار واقعی سزا دے کر اُس نے مظلوموں کے سینے کو کیا خوب ٹھنڈک اور فرحت بخشی ہے۔اللہ ظالموں کو ہدایت دے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!